قرآن وسنت کی روشنی میں شیطان کی حقیقت اور اس کا دائرۂ عمل

The Reality of Satan and His Scope of Influence in the Light of the Qur'an and Sunnah

Khushhall Shaheen
PhD Scholar, Faculty of Arts and Humanities,
Department of Islamic Studies, Superior University Lahore
Email: mphil2017itc@gmail.com
Dr. Ihsan Ullah
Assistant Professor of Islamic Studies & Faham Ul Quran,
Abasyan University, Islamabad Park Road Campus
Email: Ihsanllah@abasynisb.edu.pk
Dr. Muhammad Inam Ul Haq
Senior Lecturer, Department of Islamic Studies,
University, Shifa Tameer-e-Millat University,
Islamabad Park Road Campus
Email: inam.fssh@stmu.edu.pk

Abstract:

This paper offers a research-based and analytical examination of the reality of Satan and his scope of influence as presented in the Qur'an and Sunnah. It explores the linguistic and theological definitions of Satan, along with a detailed analysis of his nature, limitations, strategies, and his impact on human behavior. The study establishes that Satan is not a mythical or symbolic figure but a real entity created from jinn, whose primary mission is to divert human beings from the path of divine guidance. Various forms of Satanic attacks are discussed, including his influence from all directions and his ability to implant internal whispers in the human heart. The paper highlights that protection from Satan is achievable only through seeking refuge in Allah, engaging in regular remembrance, practicing piety, and following the teachings of the Prophet Muhammad (ﷺ).

It presents the views of classical exegetes, Hadith scholars, and Muslim thinkers, demonstrating how Satan promotes enmity, discord, jealousy, suspicion, and the indulgence of base desires. This study not only enhances intellectual understanding of Satan's influence but also provides practical guidance for spiritual protection. In an age where many remain unaware of internal spiritual threats, the need for awareness and vigilance against Satanic influence is more urgent than ever.

Keywords: Limits of Satan; Temptation and deviation; Spiritual awareness; Qur'anic view of Satan; Internal whisperings

شیطان کوئی خیالی یا افسانوی تصور نہیں بلکہ ایک حقیقی مخلوق ہے، جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسے جنات میں سے تخلیق کیا گیا اور اس کا کام انسانوں کو راہِ ہدایت سے بھٹکانا ہے۔ شیطان کے حملوں کی مختلف جہات بیان کی گئی ہیں، مثلاً: وہ آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اندرونی وسوسوں کی صورت میں حملہ آور ہوتا ہے۔ اس تحقیقی مضمون میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی نجات صرف اللہ کی پناہ، ذکر، تقویٰ، اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل سے ہی ممکن ہے۔ شیطان کے متعلق مفسرین، محدثین اور مفکرین کے نظریات پیش کیے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کے درمیان دشمنی، فساد، حسد، بدگمانی، اور نفسانی خواہشات کو ہوا دینے والا ہے۔ یہ مضمون نہ صرف فکری آگہی فراہم کرتا ہے بلکہ عملی رہنمائی بھی دیتا ہے کہ کس طرح شیطانی اثرات سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ آج کے دور میں خصوصاً اس لیے بھی اہم ہے کہ لوگ باطنی حملوں کے اثرات سے ناآشنا ہیں اور روحانی بیداری کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

ضرورت واہمیت

انسانی زندگی کی کہانی ازل سے خیر و شر کی کشمکش پر مبنی ہے، اور اس کشمکش میں سب سے پرانا اور مسلسل متحرک کردار شیطان کا ہے۔ وہ انسان کا ازلی دشمن ہے جو ہر دور، ہر معاشرے اور ہر فرد کو مختلف شکلوں اور چالاکیوں سے راہِ حق سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن و سنت نے بار بار اس دشمن سے خبر دار کیا ہے اور اس کی چالوں سے بچنے کے لیے ہدایت دی ہے۔ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے شیطان کی حقیقت، اس کی ماہیت، اس کے طریقۂ واردات اور اس کے اثرات کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں جب کہ دینی شعور کمزور ہو رہا ہے اور باطنی حملے غیر محسوس انداز میں بڑھ رہے ہیں، تو شیطان کے بارے میں آگاہی پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مضمون میں شیطان کی حدود، اس کے وسوسوں کی نوعیت، قوت، طریقہ کار اور انسان پر اس کے اثرات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ قاری اس پوشیدہ دشمن کی پہچان حاصل کر کے اس کے فریب سے بچنے کے قابل ہو سکے۔

ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت وغفوریت کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ہر جاندار اس کی صفاتِ بے مثال ولازوال سے حتی المقدور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ خاص طور پر انسان جس کے سر پر اشرف المخلوقات ہونے کا تاج بھی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ رب تعالیٰ کی بندگی واطاعت کا حق اس طرح ادا کرے کہ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رہے۔ بندگی واطاعت خداتعالیٰ میں ہر وہ بات داخل ہے جو کسی نہ کسی طور انسانیت کی فلاح کے لیے ہو۔

حضرت انسان کی پیدائش کے پہلے دن سے ہی نادیدہ دشمن اس کے خلاف لاتعداد محاذوں پر نبرد آزما ہے۔ لیکن اس کو اس کا علم تک نہیں۔ کلام مبین نے توبصراحت اس بات کو بیان فرمایا دیا ہے لیکن دینی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے یا تو لوگوں کو اس کے حربوں کا بالکل ہی شعور نہیں یا پھر طرح طرح کے مغالطوں کا شکار ہیں۔ حالانکہ نادیدہ دشمن یعنی شیطان کا نامعلوم سمتوں سے آنا اس بات کی دلیل ہے کہ نوع انسانی کو اس کی سمتوں اور حدود و قیود کا علم ہو۔

دور حاضر میں دین حق سے دور ہونے کی وجہ سے تمام انسانوں کو عمومی طور پر اور مسلمانوں کو خصوصی طور پر ان سمتوں اور جہات کے متعلق آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ اس راہ سے بچاؤ ممکن ہو سکے۔ جہاں سے آکر شیطان انسان کو وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے۔ شیطان کے دعوے اور حدود و قیود اس سراب کی مانند ہیں جو دور سے دلکش اور خوش آئند لگتے ہیں مگر قریب سے افسوس و درماندگی کا مظہر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی زندگی نہایت اہمیت کی حامل ہے وہ چاہتا ہے کہ یہ زندگی صالح امور میں صرف ہو۔ اس معاملہ میں سب سے بڑی رکاوٹ شیطان اور اس کے ہتھکنڈے ہیں۔ جن سے بچنے کے لیے سلسلہ انبیاءؑ کا مبعوث ہونا ہے۔ انبیاءؑ کا مبعوث ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ اپنے بندوں سے ۷۰ ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔ دورِ فتن میں راہِ نجات صرف اور صرف احکام الٰہیہ کی اطاعت ہے۔ مگر اس طرح شیطان روپ بدل بدل کر سامنے آتا ہے ان کی اصل کو جاننا ممکنات میں سے ہے۔

لغویین اور لفظ شیطان

ا۔والشیطان ۔حیةٌ له عُرْفٌ، والشاطِنُ، الخبیث

والشیطان :فیعال من شطن اذابَعُدَ فیمن جعل النون اصلاً، وقولهم الشیطان دلیل علی ذلک۔

والشیطان :معروف ،وکل عات متمرد من الجن والانس والدواب

شیطان: قال جریرؒ ایام یدعوننی الشیطان من غزل وهن یهویننی، اذکنت شیطاناراً

۲۔الشیطان معروف، وکل عات من الانس والجن والدواب شیطان قال جریر، (البسیط)ایام یدعویننی الشیطان من غزل ومن یهویننی اذکنت شیطانا والعرب تمی الحیة شیطاناً ،وقال الشاعر یصف ناقته (الطویل)

تلاعب مثنی حفرمیی کانه تجمع شیطان بذی فروع قفر[۲]

۳۔ شَطَنَ یَشْطُنُ ،شُطُوْناً[۱] البیت:بعد(۲)بعد عن الحق او غیر[۳]

۴۔ ش۔ط،ن علی ثلاثة أُوجه الکهنة ، الحیات ،الحطفاة من الجن والانس[۴]

۵۔شطن فالشیطان مخلوق من کمادل علیه:(وخلق الجان من مارج من نار) ولکونه من ذلک اختص بفرط القدة الغضبیة والحمیة والذیمة وامتنع من السجود لآدم :قال ابو عبیدة الشیطان اسم لکل عارم من الجن والانس والحیونات

قال: (شیاطین الانس والجن) وقال روان الشیاطین لیوحون، واذا خلواالی شیاطینهم) ای اصحابهم من الجن والانس وقوله (کان صرووس الشاطین) قیل هی حمیة خفیفةالجسم وقیل ارادبه عارم الجن فتشبه به تصبح تصورها وقوله (واتبعو ما تتلو الشیاطین) فهم مردة الجن ویصبح ان یکونو اهم مردة الانس ایضا، وقال الشاعر۔ لوان شیطان الذناب العسل

جمع العاسل وهو الذی یضطرب فی عدوه واختص به عسلان الذئب

وقال آخر"مالیلة الفقیر الاشیطان"

وسمی کل خلق ذمیم للانسان شیطانا، فقال علیه السلام"الحسد شیطان والغضب شیطان"[۴]

۶۔ الشیطانج شیاطین ،بری روح،ہرسرکش نافرمان خواہ انسان ہو یا جن یا جانور[۶]

۷۔ الشیطانج شاطین:دیو،ہرسرکش ونافرمان (آدمی ہو یا جن یا جانور)[۷]

۸۔ شیطان ابلیس، عفریت، مائس عرفته[۸]

مفسرین اور لفظ شیطان:

علامہ آلوسیؒ لفظ شیطان کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

شیطان وهو فیعال عندالبصریین فنونه أصلیه من سط أی بعد لبعده ص امتثال الامر ویدل علیه تشیطن والا لسقطت ،واحتمال أخذه من الشیطان لا أصله علیه أن المعنی فعل فعله خلاف الظاہر ،وعند الکوفیین وزنه فعلان فنونه زائده من شاط یشیط اذا هلک أو بطل أو احترق غضباً والانثی شیطانه وأنشد فی البحر هی البازل الکوماء لا شیئ غیر ما وشیطانه قد جن منها جفونها

ورری عن ابن عباسؓ :أن الشیطان کل متمرد من الجن والانس والدواب۔[۹]

حافظ ابن کثیر شیطان کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"لفظ شیطان، شطن، سے بنا ہے اس کے لفظی معنی دوری کے ہیں۔چونکہ یہ مردود بھی انسانی طبیعت سے دور ہے بلکہ بھلائی سے بعید ہے اس لیے اسے شیطان کہتے ہیں۔[۱۰]

عبد الحق حقانی لفظ شیطان کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ:

شیطان کے لغت میں معنی باطل کے ہیں۔بعض علماء لغت کہتے ہیں کہ نون اس کا اصل ہے پس شیطان بوزن فعال شطن سے مشتق ہے جس کے معنی دوراز اصلاح وخیر ہیں پس جو شخص خیر واصلاح سے دور ہوا اس کو بھی

شیطان کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نون زائد ہے شاط بمعنی بطل سے مشتق جس کے معنی باطل کے ہیں بہر حال ہر بد شخص کو شیطان کہتے ہیں۔(۱۱)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس ضمن میں رقمطراز ہیں کہ:

"شیطان یا تو شطن سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں دور ہوا۔ جیسا کہ عرب اپنے محاورہ میں بولتے ہیں۔ بیئر شطون (یعنی بہت گہرا کنواں) چونکہ شیطان شر میں بڑھا ہوا ہے اور خیر سے دور ہے اس لیے اس کا نام شیطان رکھا گیا۔ یا یہ کہ شاط سے مشتق ہے کہ جس کے معنی ہیں باطل ہوا۔ چنانچہ شیطان کا ایک نام باطل بھی ہے اس صورت میں نون شیطان میں زائد ہو گا۔(۱۲)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ اس لفظ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"شیطان کوئی مستقل مخلوق نہیں ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے جو لوگ خدا کی نافرمانی کی روش اختیار کر لیتے ہیں وہ لوگ ابلیس کی ذریت اور اس کے اولیاء میں شامل ہو جاتے ہیں۔"(۱۳)

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اس ضمن میں رقمطراز ہیں:

"شیطان عربی زبان میں سرکش، متمرد اور شوریدہ سر کو کہتے ہیں۔ انسان اور جن دونوں کے لیے یہ لفظ مستعمل ہوتا ہے۔ اگرچہ قرآن میں یہ لفظ زیادہ تر شیاطین جن کے لیے آیا ہے لیکن بعض مقامات پر شیطان صفت انسانوں کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے۔"(۱۴)

پیر محمد کرم شاہ لفظ شیطان کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شیاطین سے مراد سرکش اور نافرمان ہے خواہ انسان ہو یا جن "(۱۵)

اسلامی تصور شیطان:

دنیا کے تمام تہذیبوں میں عموماً اور مذاہب میں خصوصاً کسی نہ کسی انداز میں بدی کی قوت کا تذکرہ موجود ہے جسے کبھی ہرمن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کہیں اسے شوادیو تا قرار دیا جاتا ہے اور کہیں شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کے نزدیک یہ محض انسان کی اندرونی قوتیں ہیں اور بعض کے نزدیک لوگ اس کی تجسیم کے قائل ہیں۔ یہ تمام تصورات اور عقائد محض ظن کی بنیاد پر قائم ہیں یا پھر الہامی تعلیمات میں محض من گھڑت اور فرسودہ خیالات کی صورت اختیار کر چکے ہیں جو کہ احاط عقل میں آنے سے قاصر ہیں۔

واحد اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی تعلیمات کامل ترین اور ہر قسم کی تحریف سے پاک ہیں۔ مزید یہ کہ ان تعلیمات کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے۔ اس لیے یہ مبہم اور غیر واضح نہیں ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی یہ خاصیت ہے کہ جو

عقائد اور معاملات انسان کی زندگی پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں ان کی وضاحت صراحتاً قرآنی آیات واحادیث سے کر دی گئی ہے اور کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔

جہاں تک اسلام میں شیطان کی حدود و قیود کا تعلق ہے تو اس کے ہر پہلو کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ تمام مخلوقات کو دین حنیف پر پیدا کیا گیا لیکن یہ شیطان ہی ہے جو بندوں کو رب تعالیٰ کی راہ سے ہٹا کر کفر و منزلت کے تاریک غاروں کی جانب لے جاتا ہے۔

شیطان کے حوالے سے اسلامی تصور میں سب سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ محض ایک خیالی قوت یا تخیلاتی وجود کا نام نہیں بلکہ یہ ایک صاحب تشخص ہستی کا نام ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ كَانَ مِنَ الْجِنِّ (۱۶)

گویا رب تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ انسان اور شیطان کا باہمی تعلق کیا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے سورۃ فاطر میں ارشاد ہوا۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (۱۷)"شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔"

اللہ بزرگ وبرتر نے محض ایسے ہی شیطان کو انسان کا دشمن قرار نہیں دیا بلکہ اس کے پیچھے ایک پوری تاریخ موجود ہے جو کہ شیطان کی دشمنی کو ظاہر کرتی ہے۔

جب تخلیق آدم کے بعد اللہ نے تمام مخلوقات کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو تمام مخلوقات حکم ربانی کے تحت سجدہ ریز ہوئیں سوائے شیطان اکبر کے اس نے غرور و تکبرانہ انداز سے حکم الٰہی کی حکم عدولی کی اور توجیہ دینے لگا کہ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ(۱۸)"شیطان بولا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے"۔

شیطان لعین کے اس دعوے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

"شیطان نے جو وجہ بتائی ہے سچ تو یہ ہے کہ وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی مصداق ہے گویا وہ اطاعت سے اس لیے باز رہتا ہے کہ اس کے نزدیک فاضل کو مفضول کے سامنے سجدہ کئے جانے کا حکم ہی نہیں دیا جا سکتا۔ تو وہ ملعون کہہ رہا ہے کہ میں اس سے بہتر ہوں پھر مجھے اس کے سامنے جھکنے کا حکم کیوں ہو رہا ہے؟ پھر اپنے بہتر ہونے کے ثبوت میں کہتا ہے کہ میں اگ سے بنا ہوں اور یہ مٹی سے۔ ملعون اصل عنصر کو دیکھتاہ اور اس فضلیت کو بھول جاتا ہے کہ مٹی والے کو اللہ عزوجل نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں روح پھونکی ہے"(۱۹)

قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (۲۰)

" شیطان بولا جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا۔"

شیطانی طریقہ کار:

شیطان کے طریقہ واردات کے حوالے سے قرآن میں بین انداز اختیار کیا گیا ہے تا کہ لوگ حتی الامکان حد تک اس کے جال میں محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ(۲۱)

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ شیطان کی حدود و قیود کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں۔ "آگے سے آنے کا مطلب آخرت کے معاملہ میں شک وشبہ دل میں پیدا کرنا ہے۔ دوسرے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی رغبتیں دلاؤنگا۔ دائیں طرف سے آنا امر دین کو مشکوک کرنا ہے۔ بائیں طرف سے آنا گناہوں کو لذیز بنانا ہے شیطان کا یہی کام ہے۔"(۲۲)

ابن کثیرؒ شیطانی حدود و قیود کی وضاحت اس انداز سے کرتے ہیں:

" شیطان کہتا ہے میں ان کی دنیا، آخرت، نیکیاں، بھلائیاں، سب تباہ کر دینے کی کوشش میں رہونگا۔ اور برائیوں کی طرف ان کی رہبری کروں گا۔ وہ سامنے سے آکر کہتا ہے کہ جنت دوزخ قیامت کوئی چیز نہیں۔ وہ پشت کی جانب سے آکر کہتا ہے خبردار نیکی کی راہ بہت کٹھن ہے۔ وہ بائیں سے آکر کہتا ہے دیکھ گناہ کس قدر لذیز ہیں۔ پس ہر طرف سے آکر ہر طرف سے بہکاتا ہے۔ ہاں یہ خدا کا کرم ہے کہ وہ اوپر سے نہیں آسکتا۔ خدا اور بندے کے درمیان حائل ہو کر رحمت خدا کی روک نہیں بن سکتا۔"(۲۳)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول ﷺ سے پوچھا۔ ”رسول اللہ ﷺ کیا ہر شخص کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں آپ ﷺ سے پوچھا کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:نعم ولکن ربی اعاننی علیه حتی اسلم۔”یعنی ہاں میرے ساتھ بھی، مگر میرے رب نے اس کے مقابلے میں میری مدد کی ہے اور وہ میرے تابع ہو گیا ہے۔(۲۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ(۲۵)

"بلاشبہ میرے (صالح) بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں گے۔"

اسلامی تصور شیطان کے حوالے سے اس بات کو ذہن میں رکھنا بے حد ضروری ہے کہ شیطان اللہ تعالیٰ کا مد مقابل یا حریف نہیں ہے بلکہ وہ اس کی دیگر مخلوق کی طرح ایک مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس کی نافرمانی و گستاخی کے بعد اس کی درخواست پر ایک مقررہ وقت تک اس ڈھیل دی ہے۔ تاکہ وہ بنی نوع انسان پر اپنے تمام وار آزما کر دیکھ لے۔ بالآخر اس کا انجام جہنم ہی ہے اور جو لوگ اس کی پیروی کریں گے انہیں بھی اس کی طرح عذاب کا مزا چکھنا ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ[۲۶] وہ اور سب گمراہ اور شیطان کا لشکر سب کے سب اس جہنم میں سر کے بل ڈالے جائیں گے۔

شیطان کا مقصد دراصل یہ ہے کہ وہ ثابت کرے کہ انسان اس خلافت کا اہل نہیں جو اسے عطا کی گئی ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ تمام حدود کو پار کر جائے گا۔ اب یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کی حدود و قیود سے باخبر رہتے ہوئے اللہ کی اطاعت و عبادت پر قائم رہے اور معصیت سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔

شیطان اکبر کی اصل۔۔۔۔۔۔ فرشتہ یا جن:

عام طور پر یہ بات مشہور و معروف ہے کہ "شیطان" پہلے دربار الٰہی کا پرہیز گار عالم وعابد حتیٰ کہ مقرب ترین فرشتہ تھا۔ لیکن حسد و بغض اور حکم الٰہیہ کے انکار کی وجہ سے مردود ٹھہرا۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو اسے معلم الملکوت، طائوس الملائکہ، خازن الجنۃ، اشرف الجنۃ، رئیس الملکۃ اور نہ جانے کن کن القابات سے پکارا جاتا تھا۔ لیکن فی الواقع ملائکہ میں اس کی فضلیت تو دور کی بات اس کا فرشتہ ہونا ہی امر مشکوک ہے صحابہ کرامؓ کے دور سے ہی "ابلیس" کا فرشتہ ہونا اختلافی مسئلہ رہا ہے۔ اس حوالے سے ابن حجر عسقلانی "فتح الباری" میں بیان کرتے ہیں کہ۔

"اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا وہ پہلے سے ملائکہ میں سے تھا، لیکن جب اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اسے مسخ کر دیا گیا یا اصلاً وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا"۔[۲۷]

شیاطین الانس:

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شیاطین کی اصل دراصل انسان ہونا ہے یہ شبہ اس لیے وارد ہوتا ہے کیونکہ بعض مقامات پر شیطان کا لفظ انسانوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۔الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ[۲۸]

پناہ مانگتا ہوں اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے ۔جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ (۲۹)

"جب لوٹ کر اپنے شیاطین کے پاس داخل ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔" اس آیت کی تفسیر میں سید امیر علی لکھتے ہیں۔

"جب اپنے شیاطین یعنی سرداروں کے پاس منفرد اور اکیلے ہوتے ہیں کہ وہاں کوئی مومن نہیں ہوتا تو ان سے اظہار کرتے ہیں کہ ہم درحقیقت تمہارے ساتھ ہیں۔(۳۰)

اسی طرح سورۃ الانعام میں شیاطین الانس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (۳۱)

"اور اسی طرح ہم نے بنادیا تھا شیطان انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن"

درحقیقت ان جیسی دوسری آیات میں لفظ شیطان کی جو نسبت انسانوں کی طرف کی گئی ہے وہ مجازاً ہے حقیقتاً نہیں ہے۔ قرآن پاک کا اسلوب بیان ہے کہ انسانوں میں سے جو افراد شیاطین کی سی سرکشی وبغاوت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور شیاطین کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ قرآن پاک نے ان لوگوں کے لیے بھی لفظ شیطان ہی کو استعمال کیا ہے۔ تاکہ ان افراد کے ممکنہ فتنوں سے افراد معاشرہ کو پہلے ہی آگاہ کر دیا جائے۔ کیونکہ شاطین الجن کی نسبت شاطین الانس زیادہ خطرناک ہے۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ

" شیطان انس(گندہ انسان) شیطان جن سے زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ جب میں اعوذباللہ پڑھتا ہوں اور اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو شیطان جن تو میرے پاس سے بھاگ جاتا ہے۔ مگر شیطان انس میرے پاس سے نہیں ٹلتا۔"(۳۲)

ہیت شیطان:

شیطان ایک متشخص ہستی ہے۔ لہٰذا اس میں انسان کی مانند بہت سی حوائج ضروریہ پائی جاتی ہیں۔ دربارالٰہیہ سے راندہ درگاہ ہونے کے بعد شیاطین نے ان تمام قوتوں اور توانائیوں کو جو کہ خاص عطائے ربانی تھیں انسانیت کے خلاف اور اللہ کی راہ سے برگشتہ کرنے کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا شیاطین کو بعض ایسی خصوصیات سے بھی نوازا گیا ہے جو کہ انسان کو عطا نہیں کی گئیں۔ مثلاً سرعت رفتار، شکل تبدیل کرنا، وسوسہ اندازی وغیرہ شیاطین کے بارے

میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ اصلاً جنات ہیں لہٰذا جو افعال جنات سے ثابت ہیں ان کا اطلاق شیاطین پر بھی ہوتا ہے بعض مقامات پر شیاطین کی صراحت بھی موجود ہے۔

مادہ تخلیق:

کائنات کی تمام مخلوقات کی تخلیق رب تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے تحت مخصوص عناصر سے کی یہ عناصر الگ الگ خائص کے حامل تھے۔ جب انہیں مخلوقات کا مادہ تخلیق قرار دے کر ان سے مخلوقات کو وجود بخشا گیا تو ان عناصر کے یہ خصائص ان مخلوقات میں بھی اسی طرح موجود رہے مثلاً انسان کو مٹی سے تخلیق کیا گیا تو اس میں عجز وانکساری، محبت، الفت، اور افزائش جیسی خصوصیات موجود ہیں جو کہ مٹی کا خاصہ ہیں۔ جبکہ جنات کا عنصر تخلیق آگ ہے جس کا خاصہ جلانا، حسد اور بغض ہے۔ قرآن مجید میں ان عنصر تخلیق کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ :وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ[۳۴] اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا۔

اس طرح سورت الحجر میں ارشاد فرمایا:

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ[۳۵]

اور جنوں کو ہم نے اس سے قبل خالص آگ سے پیدا کیا۔

شیاطین کا مادہ تخلیق آگ ہونے کی ایک اہم دلیل خود شیطان ملعون کا فخر یہ قول ہے کہ جو کہ قرآن مجید میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ[۳۶] "کہنے لگا میں (اس آدم) سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے"

سید مودودیؒ اسی مضمون کی وضاحت میں بیان کرتے ہیں کہ:

"پہلا جن خالص آگ کے شعلے، یا آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا۔ اور بعد میں اس کی ذریت سے جنوں کی نسل پیدا ہوئی"[۳۷]

صحیح مسلم میں بیان کردہ حدیث بھی اسی بات کو ٹھوس بنیاد فراہم کرتی ہے۔:حضرت عائشہ صدیقہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

خلقت الملائكة من نور وخلق الجان من مارج من ناروخلق آدم مما وصف لكم[۳۸]

"فرشتے نور سے اور جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور آدمؑ کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو تمہارے لئے بیان کر دی گئی ہے۔(یعنی خاک)"

قوت طاقت اور سرعت رفتار:

اللہ تعالیٰ نے جنات کو بعض ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو کہ انہیں انسانوں سے ممیز کرنے کا باعث ہیں۔ اس کی مثال واقعہ سلیمان میں ملتی ہے۔ جنات کو سلیمانؑ کے ماتحت کرنے کے بعد ان کی قوت وطاقت، تجربہ وذہانت وغیرہ کو نمایاں کیا گیا۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کو کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہوئے کہا گیا۔ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ (۳۹)"جو کچھ (سلیمانؑ) چاہتے جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے، مجسمے، بڑے بڑے حوض، جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں"۔

سید قطبؒ شیاطین کی حدود قیود کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کائنات کے اس حصے میں محض زینت نہیں، بلکہ حفاظت وطہارت بھی ہے۔ وہ یعنی شیطان نہ اپنے قریب آسکتا ہے اور نہ ان کو گندہ کر سکتا ہے۔ اپنا شر، گندگی اور نجاست ان میں نہیں ملا سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو صرف اس زمین میں گمراہ کرنے، بنی آدم کی راہ روکنے اور ان کے قلوب وضمائر میں وسوسے ڈالنے کی قوت بخشی گئی ہے۔ آسمان پر اس کا بس نہیں چلتا۔ بنی آدم میں سے گمراہوں کو وہ اپنے ساتھ ملاتا۔ اور انہیں اپنے مذموم ومشئوم مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ آسمان کی بلندی اور رفعت کی رمز ہے۔ شیطان کو اس سے نکال دیا گیا ہے وہ نہ وہاں تک پہنچ سکتا ہے اور نہ اپنی غلاظت وہاں پھیلا سکتا ہے۔

ہاں! جب کبھی وہ ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے انگارے مار کر ہانک دیا جاتا ہے۔ "مگر جو چوری چھپے کچھ سنے، اس کے پیچھے ایک جلتا ہوا سیارہ بھیجا دیا جاتا ہے۔ (۴۰)

شیطان کا شکل تبدیل کرنا:

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو شکل تبدیل کرنے کی صلاحیت سے بھی نوازا تھا۔ لیکن کیا ہر شیطان شکل تبدیل کر سکتا ہے ایک مادی وجود کس طرح سے شکل تبدیل کرتا ہے؟ شیاطین کون کون سی شکلیں تبدیل کر سکتے ہیں؟ یہ اور اس طرح کے دیگر کئی سوالات کسی مستند ذرائع سے ثابت شدہ نہیں ہیں نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ تمام سوالات بے معنی قرار پائے ہیں۔

سورۃ الانفال میں ارشاد ہوتا ہے کہ: وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ(۴۱)" جبکہ ان کے عمال میں شیطان انہیں زینت دیکھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب نہیں آسکتا۔ میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں لیکن جب

دونوں جماعتیں نمودار ہوئیں تو اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں تو تم سے بری ہوں میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے رہے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

حضرت ابوہریرۃؓ کا معروف واقعہ ہے کہ:

وہ صدقہ کی کھجوروں کی حفاظت پر مامور تھے کہ شیطان ایک آدمی کی شکل میں آکر چوری کرنے لگا۔ ابوہریرۃؓ نے اسے پکڑ لیا اور اس کی منت سماجت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ تین دن مسلسل ایسا ہوتا رہا کہ وہ شیطان انسانی روپ میں آتا مگر ابوہریرۃؓ اسے ہر مرتبہ پکڑ لیتے۔ پھر تیسرے دن اس نے ابوہریرۃؓ سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسا وظیفہ بتاتا ہوں کہ اگر تم سوتے وقت اسے پڑھ لو تو صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہارے لیے مقرر کر دیا جائے گا۔ پھر اس نے کہا کہ تم آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ "ابوہریرۃؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا خود تو جھوٹا تھا مگر تمہیں سچی بات بتا گیا ہے"۔ (۴۲)

شیاطین حضرت محمد ﷺ کی شکل مبارک اختیار نہیں کر سکتے:

شیطان کو نبی اکرم ﷺ کی شکل اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ شاید اس کے پیچھے یہ حکمت ربانی ہو کہ محمد ﷺ کیونکہ خاتم النبیین ہیں اور دین اپنی کامل صورت کو پہنچ چکا ہے اس لیے اگر شیطان کو یہ صورت بھی اختیار کرنے کی اجازت دی گئی تو دین کی کاملیت برقرار رہنا ممکن نہ تھا بلکہ شیاطین رسول ﷺ کی صورت اختیار کر کے جب چاہیے دین میں نئے سے نئے اضافہ کرتے رہتے۔ دوسرا یہ کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ نے خود لیا ہے اگر شیاطین اس صورت کو اختیار کرنے کی قدرت رکھتے تو ممکن تھا کہ قرآن کو خلط ملط کرنے کی ناپاک جسارت کرتے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطن لا یتمثل بی (۴۳) جب کسی شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔"

شیطان آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے:

حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیؓ نے کہا کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ اعتکاف میں تھے۔ میں رات کو آپ کی زیارت کے لیے گئی اور آپ ﷺ سے باتیں کر کے واپس آنے لگی۔ آپ میرے ساتھ مجھ کو گھر پہنچانے کے لیے ہو لیے۔ حضرت صفیہؓ کا مکان اسامہ بن زیدؓ کے احاطہ میں تھا۔ اتنے میں دو انصار کے آدمی نمودار ہوئے انہوں نے جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو تیزی کے ساتھ آگے بڑھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ٹھہر و ٹھہر و میرے ساتھ

صفیہؓ ہے وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تمہارے دلوں میں "خیال فاسد" یا فرمایا "کوئی بات" نہ ڈال دے۔ یہ حدیث صحیحین میں ہے۔ ابو سلیمان خطابیؒ نے کہا کہ اس حدیث میں فقہی بات یہ ہے کہ انسان کو ہر ایسے امر مکروہ سے بچنا مستحب ہے جس سے بدگمانیاں پیدا ہوں، اور دلوں میں خطرے گزریں اور چاہیے کہ عیب سے اپنی برأت ظاہر کر کے لوگوں کے طعن سے بچنے کی کوشش کرے۔ اسی بارے میں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا خوف ہوا کہ کہیں ان دونوں انصاریوں کے دل میں کوئی خیال ناقص نہ آئے جس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائیں اور یہ آپ کا فرمانا ان کی بہتری کے لیے تھا۔ کچھ اپنے نفع کے واسطے نہیں۔[۴۴]

شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان:

مصنفؒ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ایک تو تلاوت قرآن مجید کے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا "فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" (النحل۱۶) یعنی جب تم قرآن شریف کی تلاوت کرو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو۔ دوسرے جادو کئے جانے کے وقت چنانچہ ارشاد فرمایا" قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (الفلق ۱۱۳) جب کہ ان دو موقعوں پر شیطان کے شر سے بچنے کا حکم فرمایا تو دوسرے موقعوں کا تو کیا ذکر ہے۔

ابو التیاحؒ کہتے ہیں میں نے عبد الرحمن بن خنبشؓ سے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے ۔ وہ بولے ہاں میں نے کہا بھلا یہ تو بتاؤ جس رات رسول اللہ ﷺ کے واسطے شیاطین نے مکر گانٹھا تھا تو آپ نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ شیاطین جنگل کی نالیوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں سے رسول اللہ ﷺ پر ٹوٹ پڑے تھے اور ان میں سے ایک شیطان اپنے ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے ہوئے تھا چاہتا تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک کو جلا دے اتنے میں آپ ﷺ کے پاس جبرائیلؑ آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ کہیے فرمایا کیا کہوں۔ کہا یہ دعا پڑھیے۔" اعوذبكلمات الله التامات من شر ما خلق وذراء من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقاً يطرق بخير يا رحمن "راوی نے بیان کیا کہ اس دعا کے پڑھنے سے شیاطین کی آگ بجھ گئی اور خدا نے ان کو شکست دی"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا، وہ کہتا ہے خدا نے پھر پوچھتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا پس جب تم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آئے تو یوں کہنا چاہیے امنت بالله ورسوله اس کے کہنے سے یہ خیال جاتا رہے گا۔

عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرزند آدم کو شیطان بھی چھوتا ہے اور فرشتہ بھی مس کرتا ہے جب شیطان چھوتا ہے تو وہ برائی میں پڑ جاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور جب فرشتہ مس کرتا ہے تو نیکی کی طرف جھکتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے۔ جب تمہارے دل میں نیک خیال آئے تو سمجھ لو خدا کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور جب بری بات جی میں آئے تو شیطان سے پناہ مانگو۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''الشیطن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء''(البقرہ ۲) شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور بری باتیں بتاتا ہے۔ مصنفؒ نے کہا کہ اس حدیث کو عطاء سے اور عطاء نے ابن مسعودؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ حضرت امام حسن و حسینؓ کے لیے تعویز فرماتے تھے اور اس طرح کہتے ہیں

''اعیذکما بکلمات اللہ التامة من کل شیطان وهامته ومن کل عین لامته''

پھر فرماتے تھے کہ اسی طرح میرے باپ ابراہیمؑ بھی اسمعیلؑ اور اسحقؑ کے لیے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہ حدیث صحیحین میں ہے۔

ابو بکر انباری نے کہا ہامہ ہوام کا واحد ہے اور ہامہ اس مخلوق کو کہتے ہیں جو بدی کا قصد کرے اور لامہ بمعنی مسلمہ ہے یعنی رنج دینے والی اور حدیث میں لامۃ فقط ہامۃ کی مناسبت سے آیا ہے اور زبان پر خفیف ہے۔

ثابتؒ سے روایت ہے کہ مطرف نے کہا کہ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فرزند آدم اللہ عزوجل اور ابلیس کے درمیان میں پڑا ہے اگر خدا چاہتا ہے کہ اس کو محفوظ رکھے تو بچالیتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اس کو لے جاتا ہے۔ بعض سلف سے حکایت منقول ہے کہ انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب شیطان گناہ کو تیری نظروں میں آرائش دے گا تو کیا کرئے گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس کو محنت میں ڈالوں گا اس بزر نے پھر دو مرتبہ کہا اگر پھر وہ ایسا کرئے گا تو تو کیا کرئے گا۔ شاگرد نے دونوں مرتبہ کہا اس کو مشقت میں ڈالوں گا۔ بزرگ نے فرمایا کہ یہ بات بہت بڑی ہے۔ یہ بتائو کہ اگر تو کسی بکریوں کے گلے پر گزرے اور گلے کا کتا تجھ پر حملہ کرئے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو تو کیا کرے گا اس نے کہا میں کتے کو ماروں گا اور بقدر امکان ہٹائوں گا۔ بزرگ نے کہا یہ تیرے لیے بڑا کام ہے تم کو چاہے کہ گلے کے مالک کو پکارا کر وہ تم کو کتے کے شر سے بچائے گا۔

ہمیں جاننا چاہیے کہ شیطان کی مثال متقی اور دنیادار کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک آدمی بیٹھا ہوا اور اس کے سامنے کھانا نہ ہو اس پر کتے کا گزر ہو اور اس نے اس کو دھتکار اڈانٹتا ہے تو وہ بھاگتا نہیں۔ پہلی مثال متقی کی ہے کہ اس

کے پاس شیطان آتا ہے تو اس کے دور کرنے کے لیے ذکر خدا کافی ہے۔ اور دوسری مثال دنیادار کی ہے کہ اس سے شیطان جدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے۔[۴۵]

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے:

ابن قسیط کہتے ہیں کہ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں مجھ کو شک ہوا۔ پھر آپ میرے پاس آئے تو مجھ کو سوچ میں پایا فرمایا اے عائشہؓ تجھ کو کیا ہوا کیا تجھ شک ہوا؟ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بھلا مجھ جیسی عورت کو آپ جیسے کے بارے میں کیونکر شک نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا تجھ پر تیرا شیطان غالب آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے ساتھ شیطان ہے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اور کہا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہے۔ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور آپ کے ساتھ یا رسول اللہ ﷺ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر میرے پروردگار عزوجل نے مجھ کو اس پر غالب کر دیا حتی کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

خلاصہ

شیطان ایک حقیقی، ذی شعور، اور گمراہی پر آمادہ کرنے والی مخلوق ہے جس کا ہدف انسان کو راہ ہدایت سے ہٹانا ہے۔ اس کا مقابلہ محض عقلی دلیلوں سے نہیں بلکہ وحی الٰہی، نبی ﷺ کی سنت، اور اللہ سے تعلق کے ذریعے ممکن ہے۔ اس تحقیقی مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیطان کی راہوں کو جاننا، اس کی حدود کو پہچاننا اور اس کے وسوسوں سے بچنا ایک مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ آج کے دور میں اس شعور کی شدید ضرورت ہے تاکہ افراد، معاشرہ اور امت مسلمہ اس آزمائش سے محفوظ رہ سکیں۔

مصادر و مراجع

(۱) ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، دار اصادر بیروت لبنان، ۱۳۰۰ھ، بوذن شطن.

(۲) الجوہری، ابی نصر اسماعیل بن حماد، الصحاح، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، العربی ۱۴۱۹ھ بوذن شطن.

(۳) جبران مسعود الرائد ملجم الغوی عصری دار العلوم للملابین، بوذن شطن.

(۴) حسین بن محمد الداحفاء عبد العزیز، قاموس القرآن، دار العلم، للملابین، بیروت، لبنان ۱۹۸۳ء، بوذن شطن.

(۵) راغب الاصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دار العرفتہ بیروت، لبنان ص ۲۶۱.

(۶) لوئیس معلوف، المنجد عبی اردو دار الاشاعت کراچی ۱۹۹۴ء، بوذن شطن.

(۷)ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، عربی اردو، مکتبہ برہان دہلی ۱۹۵۰ء بوذن شطن .
(۸)الیاس انطون الیاس، القاموس العصری ۱۹۵۰ء بوذن شطن.
(۹) محمود الالوسی شہاب الدین سید، روح المانی فی تفسیر القرآن العظیم، دار الفکر بیروت لبنان ۱۹۹۷ء ج ا ص ۲۵۴.
(۱۰)ابن کثیر، عماد الدین، حافظ تفسیر ابن کثیر (مترجم) ص ۲۲.
(۱۱)حقانی، ابو محمد عبد الحق، تفسیر فتح المنان المعروف تفسیر حقانی، الفیصل ناشیر ان لاہور، س،ن، ج ا ص ۱۸.
(۱۲)پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری (مترجم) مولانا سید عبد الدائم الجلالی، دار الاشاعت کراچی ۱۹۹۷ء ج ا ص.
(۱۳)اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، انجمن خدام القرآن لاہور، اگست ۱۹۷۶ء ج ا ص ۱۲۱.
(۱۴)مودودیؒ، ابو الاعلی، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۲۰۰۲ء ج ا ص ۵۴.
(۱۵)محمد کرم شاہ پیر، ضیاء القرآن، ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۵ء .
(۱۶)سورة الکہف، رقم الآیۃ ۵۰.
(۱۷)سورة الفاطر، رقم الآیۃ ٦.
(۱۸)سورة الاعراف، رم الآیۃ ۱۲.
(۱۹) ابن کثیر، عماد الدین، حافظ تفسیر ابن کثیر، مترجم، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۸ء، ج ۲ ص ۱۱٦.
(۲۰)سورة الاعراف، رقم الآیۃ ۱٦.
(۲۱)سورة الاعراف، رق الآیۃ، ۱۷.
(۲۲)ابن کثیر، عماد الدین، حافظ تفسیر ابن کثیر، مترجم، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۸ء، ج ۲ ص ۱۱۷.
(۲۳)ایضاً ص ۱۸.
(۲۴)البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، کتاب صفات المنافقین باب تحریش شیطان وبعثہ ـــــ ۲۸۱۵.
(۲۵)سورة الحجر، رقم الآیۃ ۴۲.
(۲٦)سورة الشعراء، الآیتان ۹۵، ۹۴.
(۲۷)عسقلانی احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، شرح صحیح البخاری ج ٦ ص ۲۰۹، دار المعرفہ، بیروت، لبنان.
(۲۸)سورة والناس، رقم آیات ۴ تا ٦ .
(۲۹)سورة البقرہ، رقم الآیۃ ۱۴.
(۳۰)امیر علی، سید، مواہب الرحمن، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور، ن ج ا ص ۱۷۰.
(۳۱)سورة الانعام، رقم الآیۃ ۱۱۲.
(۳۲)علی اصغر چوہدری، الکتاب کے آئینے میں انسان اور ابلیس، سنگ میل پبلی کیشنز لاہو، ۱۹۹۷ء ص ۳۰ .

(۳۳) مبشر حسین، لاہوری، مبشر اکیڈمی لاہور ص، ۲۴۶.

(۳۴) سورۃ الرحمن، رقم الآیۃ ۱۵.

(۳۵) سورۃ الحجر، رقم الآیۃ ۲۷.

(۳۶) سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ ۱۲.

(۳۷) مودودیؒ، ابو الاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ستمبر ۲۰۰۲ء ج ۵ ص ۲۵۶.

(۳۸) صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب فی احادیث متفرقہ، ۲۹۹۶.

(۳۹) سورۃ السباء، رقم الآیۃ ۱۳.

(۴۰) قطب شہید، سید، تفسیر فی ظلال القرآن (مترجم) ج ۵ ص ۱۲۶۱ اسلامی اکادمی لاہور، نومبر ۱۹۸۹ء.

(۴۱) سورۃ الانفال، رقم الآیۃ، ۴۸.

(۴۲) صحیح البخاری، کتاب الفضائل القرآن، باب فضل، سورۃ البقرہ، ۵۰۱۰.

(۴۳) بخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی ﷺ فی المنام ۶۹۹۴.

(۴۴) ابن جوزی، عبد الرحمن بن ابو الحسن، تلبیس، ابلیس، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، مترجم ۲۰۰۶ ص ۷۶، ۷۵ .

(۴۵) ابن جوزی، عبد الرحمن بن ابو الحسن، تلبیس، ابلیس، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، مترجم ۲۰۰۶ ص ۷۷، ۷۸ .